مراد آیت کریمہ سے متعلق ابن کثیر کی بیان کردہ روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا، ''ایک عظیم نور ہوگا جس کے سامنے وہ سجدہ ریز ہوجائیں گے''۔ اس حدیث کی سند میں ایک مبہم شخص ہے۔ اس بنا پر یہ ضعیف ہے۔ ڈاکٹر فرحات کی یہ بات صحیح نہیں ہے۔ ضعیف حدیث سے موضوع حدیث پر استدلال کیسے ممکن ہے، جبکہ دونوں کے درمیان بہت فرق ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ امام اصفہانی سے یہاں سہو ہوگیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ موضوع حدیث سے استدلال کر کے بعض افراد نے جارحۃ مراد لیا ہے، جب کہ جارحہ کے باب میں وارد حدیث صحیح ہے۔ امام بخاری و مسلم نے اس کی تخریج کی ہے۔ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے شوکانی نے لکھا ہے کہ'' امام بخاری وغیرہ نے ابوسعید کے حوالے سے لکھا ہے کہ ''میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رب تعالیٰ لوگوں کے سامنے نمودار ہوگا اور ہر مومن مرد و عورت اس کے سامنے سجدہ ریز ہوجائیں گے۔ اور دنیا میں جو لوگ شہرت اور دکھاوے کی خاطر سجدہ کرتے ہیں وہ کھڑے رہ جائیں گے۔ وہ سجدہ کرنے کے لیے آگے بڑھیں گے تو ان کی پشت سخت ہوجائے گی''۔ امام شوکانی نے لکھا ہے کہ یہ روایت صحیحین اور دیگر کتب حدیث میں متعدد طرق سے مروی ہے۔ امام احمد نے مسند (۱۷/۳) میں، امام بخاری نے کتاب التفسیر (۴۹۱۹) میں، امام مسلم نے کتاب الایمان (۳۰۲) میں اور دارمی نے اپنی سنن (۳۲۶/۲) میں اسے نقل کیا ہے۔ جہاں تک ضعیف حدیث کا تعلق ہے تو اسے ابویعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن مردویہ اور البیہقی نے اسماء وصفات کے باب میں روایت کیا ہے۔ ابن عساکر نے ابوموسی کے واسطے سے رسول ﷺ سے نقل کیا ہے کہ ''ایک عظیم نور ہوگا جس کے سامنے وہ سجدہ ریز ہوجائیں گے''۔ ابن کثیر (۹۱/۷) نے لکھا ہے کہ اس میں ایک شخص مبہم ہے۔ ہمارے نزدیک اگر حدیث سے مراد تاویلاً نور ہے تو حدیث ضعیف ہے اور اگر اس سے مراد حقیقت ہے تو حدیث موضوع ہے، لہٰذا آیت سے اس کی مراد پر استدلال کیسے درست ہوسکتا ہے۔ فتح القدیر للشوکانی، تحقیق عبدالرحمٰن عمیرۃ، دار الوفاء، المنصورۃ، مصر، ۱۹۹۷ئ، ۳۶۸/۵۔ ۳۶۹۔

۶۔ مقدمہ جامع التفاسیر، ص ۴۹۔۵۱۔ ۷۔ حوالہ سابق، ۴۳، ۴۴ (بہ اختصار)

۸۔ ملاحظہ کیجیے امام اصفہانی کی تفسیر سورۂ بقرہ۔ اسے ڈاکٹر محمد اقبال فرحات نے اپنے تحقیقی مقالہ 'الراغب الاصفہانی و منہجہ فی التفسیر' میں ایڈٹ کرکے شائع کردیا ہے۔ اس مقالے پر زیتونہ یونیورسٹی تونس سے ۱۹۹۸ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری تفویض کی گئی ہے۔ یہ ابھی غیر مطبوعہ ہے۔

۹۔ الراغب الاصفہانی و منہجہ فی التفسیر، ص ۳۷۶۔ ۳۷۷

۱۰۔ بطور مثال درج ذیل صفحات دیکھے جا سکتے ہیں ، ۱۵۲۔ ۱۵۳، ۱۸۰۔۱۸۱، ۲۲۷، ۲۳۳، ۳۲۳، ۳۳۰، ۴۲۴، ۵۵۵۔

۱۱۔ تفسیر الراغب الاصفہانی، تحقیق د۔محمد اقبال فرحات، ص ۳۵۸

۱۲۔ ایضاً ص ۲۶۲

۱۳۔ آیت تطہیر سے مولانا فراہی کی مراد سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۳۳ ہے: إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً۔ اس میں مذکور 'اہل بیت' کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ابن عباس ،عکرمہ،عطائ،مقاتل اورسعید بن جبیر کے نزدیک اس سے مراد نبی ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں۔ ان لوگوں کے نزدیک بیت سے مراد بیت النبی اور ازواج مطہرات کے مساکن ہیں۔ اس لیے کہ آیت کریمہ ہے وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ۔ نیز سیاق کلام ازواج مطہرات کے سلسلے میں چلا آرہا ہے۔ملاحظہ ہو: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ۔ ۔ ۔اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفاً خَبِيْراً (احزاب: ۳۴) ابوسعید خدری، مجاہد، قتادہ اور کلبی کے نزدیک 'اہل بیت' سے مراد خصوصی طور پر علی ، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ آیت کا اسلوبِ خطاب مردوں کے لیے موزوں ہے، عورتوں کے لیے نہیں۔ان کا اشارہ آیت کریمہ 'عنکم ولیطھرکم' سے ہے۔ اگر یہ عورتوں کے ساتھ مخصوص ہوتا تو 'عنکن ویطھرکن' ہوتا۔قرطبی نے بھی اسی رائے کو راجح قرار دیا ہے۔ملاحظہ ہو،احکام القرآن ، دارالکتب العلمیۃ ، بیروت، ۱۹۸۸ئ: ۱۴/ ۱۱۹ ومابعد۔

۱۴۔ رسائل الامام الفراہی، ۲۰۹

۱۵۔ حوالہ سابق، ص ۲۴۲

۱۶۔ حوالہ سابق، ص ۲۴۲

۱۷۔ حوالہ سابق، ص ۲۴۳

۱۸۔ حوالہ سابق، ص ۲۶۵

۱۹۔ حوالہ سابق، ص ۲۶۷، ۲۶۸

۲۰۔ حوالہ سابق، ص ۲۶۹

۲۱۔ حوالہ سابق، ص ۲۷۲ ومابعدہ (بالاختصار)

۲۲۔ حوالہ سابق، ص ۲۷۳۔ ۲۷۴

۲۳۔ حوالہ سابق، ص ۲۷۵۔ ۲۷۶

ماخذ: مجلۃ الشریعۃ والدراسات الاسلامیۃ، جامعہ کویت، جلد ۲۱، شمارہ ۶۷، ذوالقعدۃ، ۱۴۲۷ھ/ دسمبر ۲۰۰۵ء

☆☆☆

نقد واستدراک

غیبت۔ بدکاری سے زیادہ سنگین جرم؟

———— ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف

مجلہ تحقیقات اسلامی کے شمارہ اکتوبر۔دسمبر ۲۰۱۳ء میں محترمہ ڈاکٹر زاہدہ شبنم صاحبہ کا مضمون 'غیبت۔ اقسام اور حدود' کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اس میں کئی تسامحات پائے جاتے ہیں۔ ذیل میں ان کا تذکر کیا جاتا ہے:

(۱) محترمہ صفحہ ۴۷ پر لکھتی ہیں کہ "غیبت کرنا عذابِ قبر کا باعث ہے۔ایک مرتبہ آپؐ دوقبروں کے پاس سے گزرے۔ آپؐ نے فرمایا: "ان دونوں کو عذاب دیا جارہاہے، حالاں کہ جن معاملوں میں یہ لوگ عذاب میں مبتلا ہیں وہ بہت بڑے نہیں ہیں۔ ان میں سے ایک چغلی کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کرتے وقت آڑ نہیں کرتا تھا"۔

سوال یہ ہے کہ جب غیبت بدکاری سے زیادہ سنگین جرم ہے (جیسا کہ انھوں نے اپنے مضمون میں دیگر احادیث کی روشنی میں ثابت کیا ہے) تو اس حدیث میں اس کے 'بڑا گناہ' ہونے کی نفی کیوں کی گئی ہے؟ صحیح بخاری کی جس حدیث کا اُنھوں نے حوالہ دیاہے اُس کے الفاظ یہ ہیں: إِنَّھُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِيْ کَبِیْرٍ 'ثم قال :بَلٰی 'أَمّا أَحدُھُمَافکَانَ یَسْعٰی بِالنَّمِیْمَۃِوأَمّاالآخَرُفکَانَ لاَیَسْتَتِرُمِنْ بَوْلِہ[۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتانا یہ چاہتے ہیں کہ یہ دونوں کبیرہ گناہ ہیں،لیکن لوگ انھیں کبیرہ نہیں سمجھتے۔

(۲) صفحہ:۷۶۔۷۷ پر لکھتی ہیں: "غیبت کرنے والے کی عبادات قبول نہیں ہوتیں۔سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دوآدمیوں نے ظہر یا عصر کی نماز ادا کی۔ وہ دونوں روزے سے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا: دوبارہ وضو کرکے

پھر سے نماز پڑھو اور تمہارا روزہ بھی ٹوٹ گیا، اس کی قضا کرو۔ انہوں نے اس کی وجہ دریافت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اس لیے کہ تم دونوں نے ابھی فلاں شخص کی غیبت کی ہے۔‘‘

اس روایت کے الفاظ یہ ہیں: إنّ رجلین صَلّیا صلاۃ الظھر و العصر و کانا صائمین‘ فلما قضَی النبي ﷺ لصلاۃ قال: أعیدا وضوء کما و صلاتکما و امضیا في صومکما و اقضیاہ یوماً آخر‘ قالا: لِمَ یا رسول اللہ؟ قال: غتبتم فلاناً[۲]

یہ روایت موضوع ہے۔ کیونکہ:

۔اس کا راوی یوسف بن یعقوب ابو عمر نیشا پوری ہے، جو ابو بکر ابن ابی شیبہ کا شاگرد ہے، اس کے بارے میں حافظ ابو علی نیشاپوریؒ فرماتے ہیں: ’’میں نے اپنے طویل سفروں میں کسی نیشاپوری کو جھوٹ بولتے ہوئے نہیں دیکھا، سوائے ابو عمر نیشاپوری کے، کہ وہ جھوٹ بولا کرتا تھا‘‘۔[۳]

۔اس کا ایک راوی عباد بن منصور ناجی ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں: مدلّس اور صاحب مناکیر تھا۔[۴]

۔یہ روایت معنعن ہے اور امام نوویؒ لکھتے ہیں: ’’المدلِّس إذا قال: ’عن‘ لا یُحتجُّ بہ و لو کان عدلاً ضابطا‘‘[۵] (مدلس کی ’عن‘ والی روایت نا قابل استدلال ہوتی ہے، اگر چہ وہ عدل وضابط ہی کیوں نہ ہو۔)

(۳) صفحہ: ۷۷ پر محترمہ لکھتی ہیں: ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیبت کو بدکاری سے زیادہ سنگین جرم قرار دیا ہے۔ سیدنا ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا: غیبت زنا سے زیادہ سنگین ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا: آدمی زنا کرنے کے بعد توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے معاف کر دیتا ہے [دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے] جب کہ غیبت کرنے والے کو اُس وقت تک نہیں بخشا جاتا جب تک کہ وہ شخص نہ معاف کرے جس کی غیبت کی گئی ہے۔‘‘

اس روایت کی صحت بھی محل نظر ہے۔ اسے خطیب تبریزی نے مشکاۃ المصابیح: ۴۸۷۴۔۴۸۷۵ میں سیدنا ابو سعید خدری اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہما کی سند سے اور ۴۸۷۶ میں سیدنا انسؓ کی سند سے ان الفاظ میں نقل کیا ہے: صاحب الزنا یتوبُ و صاحب الغیبۃ

لیس لہ توبۃ۔ پھر لکھا ہے: روى البيهقي الأحاديث الثلاثة في شعب الإيمان۔

اول الذکر روایت امام بیہقی کی شعب الایمان (۵/ ۳۰۶ حدیث: ۶۷۴۱) اور حافظ طبرانی کی معجم اوسط (۵/ ۶۳ حدیث: ۶۵۹۰) کی ہے۔ اس کا سارا دارومدار عباد بن کثیر ثقفی بصری پر ہے، جس کو امام بخاری اور امام نسائی متروک الحدیث کہتے ہیں۔ ۶ حافظ ابن حِبانؒ اور حافظ ذہبیؒ نے اس کی جھوٹی روایتوں میں زیر بحث روایت نمونہ کے طور پر پیش کی ہے۔ ۷

سیدنا ابوسعید خدری اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب یہ روایت امام ذہبی نے میزان الاعتدال (۱/ ۴۴۷ ترجمہ حامد بن آدم المروزی: ۱۶۷۱) میں بھی نقل کی ہے اور لکھا ہے کہ حافظ سلیمانی نے اس راوی کے متعلق لکھا ہے کہ وہ احادیث وضع کرنے میں مشہور ہے۔ ابوداؤد سنجی کہتے ہیں: میں نے امام ابن مَعین سے پوچھا کہ حامد بن آدم یہ حدیث بیان کرتے ہیں: الغيبة أشد من الزنا۔ اس کے متعلق آپ کچھ فرمائیں گے؟ انہوں نے جواب دیا: ''هذا كذّاب لعنه الله'' ۸ (یہ جھوٹا ہے۔ اس پر اللہ کی لعنت ہو۔) امام جوزجانی اور حافظ ابن عدی فرماتے ہیں: ''كان يَكذِبُ ويَحمِقُ في الكذب'' ۹ (احمقانہ اور ناقابل یقین جھوٹ بولتا تھا۔)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کو امام بیہقی نے شعب الایمان [۵/ ۳۰۶، حدیث: ۶۷۴۲] میں نقل کیا ہے، لیکن اس کی سند میں دو راوی مجہول ہیں۔ امام صغانیؒ اس کے بارے میں لکھتے ہیں: ''یہ روایت موضوع ہے''۔ ۱۰ امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں: ''یہ روایت بالکل بے اصل ہے۔'' ۱۱

محدثین نے اس روایت کے بارے میں لکھا ہے کہ ''یہ سفیان بن عیینہ کا قول ہے، مرفوع حدیث نہیں ہے اور یہی بات درست ہے۔ ۱۲ پھر اس پر یہ اعتراض بھی وارد ہوتا ہے کہ زنا کی شرعی حد قرآن وسنت میں موجود ہے۔ اگر غیبت زنا سے بھی بڑھ کر گناہ کا کام ہے تو اس کی شرعی سزا کیا ہوگی؟

(۴) صفحہ نمبر ۸۷ پر ذیلی عنوان 'غیبت کا کفارہ' کے تحت موصوفہ لکھتی ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی آسانی کے لیے گناہوں کے کفارات مقرر کیے ہیں، تاکہ

ان کے اثرات ختم ہو جائیں۔حدیث میں غیبت کا کفارہ بھی منقول ہے۔حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''إنَّ من کفَّارۃ الغیبۃِ أن تستغفر لمن اغتبتہ، تقول: أللھم اغفر لنا و لہ'' (غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ تم اُس شخص کے لیے دعا کرو جس کی غیبت کی ہو اور کہو: اے اللہ! ہمیں اور اسے دونوں کو معاف کردے۔)

امام بیہقی نے اس روایت کو نقل کرکے لکھا ہے: ''اس کی سند ضعیف ہے''۔ ۱۳؎ خطیب تبریزی نے بھی مشکاۃ میں امام بیہقی کا یہ قول نقل کیا ہے، مگر معلوم نہیں کیوں ڈاکٹر صاحبہ نے اسے حذف کر دیا۔حافظ ذہبیؒ اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں: ''یہ حدیث منکر ہے۔اس کا راوی ابو سلیمان داود بن عبد الجبار ہے، جس کے بارے میں امام ابن مَعینؒ نے کہا ہے کہ وہ ثقہ نہیں ہے۔'' ۱۴؎

غیبت ایک گھناؤنا سماجی جرم ہے۔اس کی شناعت واضح کرنے کے لیے قرآن کریم اور صحیح احادیث کے بیانات کافی ہیں، ضعیف اور موضوع احادیث کا سہارا لینے کی ضرورت نہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر افترا کرنا اور جھوٹی حدیث بیان کرنا بدترین گناہ ہے۔ موضوع روایت بیان کرنے والوں کے بارے میں ارشادِ نبوی ہے:

مَنْ حَدَّثَ عَنِّی بِحَدِیْثٍ یُرَی أَنَّہُ کَذِبٌ فَھُوَ أَحَدُ الْکَاذِبِیْن۔ ۱۵؎

''جس نے میری طرف سے حدیث بیان کی، یہ جانتے ہوئے کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ بھی جھوٹے راویوں میں سے ایک ہوگا۔''

ایک اور موقع پر آپؐ نے فرمایا:

'' مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ فَلْیَتَبَوَّ أْ مَقْعَدَہُ مِنَ النَّار'' ۱۶؎

''جو کوئی مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں جان لے۔''

علمائے امت کا رویہ موضوع روایات کے سلسلے میں نہایت سخت رہا ہے۔ امام ابن صلاحؒ فرماتے ہیں:

''ولا تَحِلُّ روایتُہ لأحدٍ عَلِمَ حالہ فیأیِّ مَعْنًی کان إلاّ مقروناً ببیان وضعہ۔'' ۱۷؎